چھبیسواں باب

دعوتِ توحید اور تزکیہ نفس

دعوتِ توحید اور تزکیہ نفس کی ترغیب؛ قومِ ثمود کے انجام کے پسِ منظر میں

۱۹۲ کام یاب تو صرف وہ ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا

۱۹۳ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾

۱۹۴ قومِ ثمود پر عذاب سے مشرکینِ مکہ کو عبرت پذیری کی دعوت

۱۹۴ قوموں کی طغیانی اور اللہ تعالیٰ کی سنت

چھبیسواں باب

دعوتِ توحید اور تزکیہ نفس

مکہ میں ایک ہل چل مچی ہے، اللہ کا نبی محمد ﷺ اپنی جان کی قوت سے جاہلیت کے پرستار مشرکین کے درمیان ایک نئے دین کی دعوت دے رہا ہے، اُس کی دلیل کا سارا محور یہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور بات یہاں ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ مرے ہوئے اور اس دنیا سے گزرے ہوئے انسانوں کو زندہ کیا جائے گا تاکہ وہ دنیا میں اپنی کار گزاریوں کا جواب دیں، یہاں کام یاب لوگوں کو ابدی آرام گاہوں میں داخل کیا جائے گا اور ناکام لوگ ہمیشگی کی جہنم میں جلتے رہیں گے یہاں کبھی موت نہ آئے گی۔ اس مرحلے کا نام آخرت ہے۔ اس ساری کائنات کا خالق مالک ایک اللہ ہے وہی دنیا کا مالک ہے اور وہی آخرت کا۔ اللہ کی رہ نمائی میں محمد ﷺ، آپؐ کے ساتھیوں اور جاہلیت کے عَلَم بردار اہلیانِ مکہ کے درمیان یہ کش مکش جاری ہے۔ روح الامین سُوْرَۃُ الشَّمْس لے کر تشریف لاتے ہیں۔ سورۃ کا موضوع قانون جزاوسزا کے حوالے سے قریش کے سرداروں کو طغیان و سرکشی کے اس رویے پر تنبیہ ہے جو دعوتِ حق کے مقابلے میں وہ اختیار کیے ہوئے تھے۔

۴۹: سُوْرَۃُ الشَّمْس : [۹۱:— ۳۰:عَمَّ]

کام یاب تو صرف وہ ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا

سورہ شمس میں اللہ تعالیٰ آفاق کی بڑی بڑی نشانیاں سورج اور چاند، زمین اور آسمان، رات اور دن کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو اللہ ہی نے پیدا کیں، صنّاع کا شاہ کار بھی ہیں، اتنی عظیم ہیں کہ انسان کی نظر دور دور تک صرف ایک خالق و مالک کے علاوہ کسی کو ان کا خالق جان ہی نہیں سکتی، بلکہ ان کے ذریعے وہ خالق کو پہچانتا ہے۔ اُن کی تخلیق خالق کی عظمت کی دلیل ہے، پھر یہ اتنی بڑی بڑی چیزیں جوڑے جوڑے ہیں ان کے آپس کے تضاد کے باوجود وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کائنات کے نظام کو حرکت دے رہی ہیں، ایک گرم سورج دوسرا ٹھنڈا چاند، ایک روشن دن دوسری تاریک رات، ایک اونچا آسمان دوسری نیچی ہموار زمین۔ ان میں سے کسی ایک کو نکال دیں کیا یہ کائنات جاری

وساری رہ سکتی ہے؟ کیا محمد ﷺ کے مخاطبین مکہ کے باسیوں نے اُس ایک خالق ومالک کو چھوڑ کر جو دوسرے حاجت روا، مشکل کشا، داتا اور دست گیر بنا رکھے تھے جن کی وہ دُہائی دیتے اور جن کی وہ نذر و نیاز کرتے تھے اُن میں سے کوئی ایک ایسا تھا جو ان کو پیدا کر سکتا یا اُن کے نظام میں خلل ڈال سکتا۔ اگرچہ جبریل امین جو یہ سورۃ آپؐ پر القا کر گئے اس کا محوری مضمون تزکیہ نفس ہے مگر آغازِ کلام میں پیش کی گئی گواہیاں آپ ﷺ کی بنیادی دعوتِ توحید کی دلیل بھی تھیں۔

اتنی بڑی بڑی گواہیوں سے جو پیغام یا جو بات اللہ رب العالمین نے نبی ﷺ کے ذریعے سارے انسانوں کو بھجوائی ہے وہ یہ ہے کہ آفاق کی اتنی بڑی بڑی نشانیاں کہی جانے والی بات کی گواہی دیتی ہیں، اور یہ بات، یہ پیغام اتنی بڑی بڑی چیزوں کا بنانے والا خود بتا رہا ہے کہ: کام یابی اور فلاح صرف اُس انسان کا مقدر ہے جو اپنے نفس کو پاک کرے نیک اور معروف کاموں کو اللہ سے ڈرتے ہوئے اختیار کرے اور سب سے معروف بات جس پر کائنات کا ذرہ ذرہ شاہد ہے وہ توحید ہے، اللہ کا ایک اور بڑا ہونا ہے........ اور........ ناکامی اس کا مقدر ہے جو منکر، گندی باتوں میں مبتلا ہو جن کو پاکیزہ نفس خود ناپسند کرتا ہے مثلاً جھوٹ اور ظلم، سب سے بڑا جھوٹ یہی ہے کہ ایک رب اور مالک کے علاوہ کسی اور کو مالک جانا جائے اور اُس کے آگے سر جھکایا جائے اور مدد کے لیے پکارا جائے، اور شرک ہی سب سے بڑا ظلم ہے کہ ان الشرك لظلم عظیم۔ اس طرح یہ پیغام ایک طرف مکہ میں بسنے والے نبی ﷺ کے مخاطبین کو توحید کی دعوت دیتا ہے دوسری طرف مؤمنین کو تقوے اور پرہیزگاری کے ساتھ برائیوں سے بچنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔ چند جملوں میں جن پر انسانیت کا سارا ادب نثار ہو جائے!

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝٩ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝١٠

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گواہ ہے سُورج اور اُس کی دُھوپ، اور اُس کے تعاقب میں لگا چاند۔ اور گواہ ہے دن جس میں سُورج چمکتا ہے، اور رات جو سُورج کو ڈھانپ لیتی ہے، اور گواہی ہے آسمان کی جیسا اُسے اُٹھایا اور زمین کی جیسا اُسے بچھایا، اور نفسِ انسانی کی جیسا کچھ وہ سنوارا گیا کہ تخلیق کا شاہ کار ہے پھر اُس کو شعور بخشا بدی کا اور نیکی کا، یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کو پاکیزہ رکھا اور وہ نیکی اور بدی کے معاملے میں زندہ و حساس رہا اور ناکام و نامراد ہوا وہ جس نے اُس کو بدی سے گندا کر دیا اور وہ مردہ و بے حس ہو گیا، بدی اُسے ہولاتی نہیں، نیکی اسے للچاتی نہیں۔ [مفہوم آیات ۱-۱۰]

قومِ ثمود پر عذاب سے مشرکینِ مکہ کو عبرت پذیری کی دعوت

اب روئے سخن دوبارہ مشرکین مکہ کی جانب مڑ جاتا ہے، بظاہر ایک عام خطاب ہے مگر لطیف پیرایہ ہے اللہ رب العالمین جو بے نیاز ہیں سب سے بڑے ہیں سب کے خالق ہیں، جن کا اور جن کی تخلیقات کا تذکرہ ابھی گزر چکا ہے اہلِ مکہ سے خطاب فرمارہے ہیں، ایک گزری ہوئی قوم، ثمود کا تذکرہ ہے، ثمود سے یہ بخوبی واقف تھے اور ان کے کارواں اس قوم کے کھنڈرات پر سے گزرا کرتے تھے، قومِ ثمود نے صالحؑ سے سامنے کی پہاڑی کو پھاڑ کر اونٹنی نکالنے کے معجزے کا مطالبہ کیا، اونٹنی نکل آئی، اللہ کی ہدایت کے مطابق اللہ کے رسول نے اس کو تنگ کرنے سے منع کر دیا۔ اُنھوں نے اونٹنی کو مار دیا اور اللہ کے رسول کی وعید پر یقین نہ کیا۔ رسول کو جھٹلانے کے صلے میں اللہ کا غضب ثمود پر نازل ہوا اور اللہ نے ان کو نیست و نابود کر دیا، اور وہ بے پرواہ ہے یہ بات یہاں معلوم ہونی چاہیے کہ قرآن نے بائیبل کی کتابِ پیدائش کے ان بیانات کی بھی تردید کر دی ہے جن میں یہ ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض فیصلوں پر ملول ہوا۔ یہاں پر یہ جیتا جاگتا، ڈراتا سہاتا قصہ مشرکینِ مکہ کے سامنے یہ سوال چھوڑ کر ختم ہو جاتا ہے کہ کیا تم بھی اُس جبار و قہار مالک الملک کے ہاتھوں بے نام و نشاں ہونا چاہتے ہو، آخرت کا عذاب اس کے ماسوا ہے۔

قوموں کی طغیانی اور اللہ تعالیٰ کی سنت: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾

> قومِ ثمود نے اپنی نافرمانی پر آمادہ سرکش طبیعت کی بنا پر رسول کو جھٹلایا۔ منع کرنے کے باوجود اللہ کی نشانی، اس اونٹنی [۷۲] کو کوئی گزند نہ پہنچائے، اُس قوم کا سب سے زیادہ خراب اور شقی آدمی اونٹنی کو مارنے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اللہ کے رسُول نے اپنی قوم کو خبردار کیا کہ اللہ کی اس علامت کو بُرے ارادے سے چھونا تک نہیں اور اُس کے پانی پینے میں رکاوٹ نہ بنو۔ مگر انھوں نے اُس کو جھٹلایا اور اُونٹنی کے پیر کی نسیں کاٹ کر اُسے ہلاک کر دیا۔ انجام کار اللہ نے اُن کی نافرمانی کی پاداش میں ان پر اپنا عذاب الٹ دیا اور سب کو ملیا میٹ کر دیا، اور اللہ کو کسی سے انتقام کا کوئی خوف نہیں ہے۔ [مفہوم آیات ۱۱-۱۵]

☆☆☆☆☆

۷۲ اللہ تعالیٰ نے یہ اونٹنی، قومِ ثمود اس مطالبے پر نامزد کی تھی کہ وہ انہیں عذاب کی کوئی نشانی دکھائیں